مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

شقِ صدر

> گذشتہ دو شماروں میں "استفتاء" کے صفحات مولانا عبید اللہ عفیف کے ۴۹ ڈی۔پی۔آر اور ۵۹ آرمی ایکٹ کے مقدمات میں ملوث رہنے اور گرفتاری کے باعث خالی رہے۔ ان کی رہائی کے بعد اب یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شقِ صدر کس کس مقام پر اور کتنی مرتبہ ہوا۔ احادیثِ نبویہ کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

(سائل محمد اسحاق نائب امیر جمعیۃ اہلحدیث، لاہور شہر)

الجواب:

"اقول وباللہ التوفیق!

شقِ صدر کے متعلق احادیث اور روایات کے تتبع اور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شقِ صدر کی کیفیت کوئی پانچ مرتبہ گذری ہے چنانچہ ان احادیث کو محدثین اور سیرت نگاروں نے مع جرح و تعدیل اپنی اپنی تالیفات میں نقل فرما دیا ہے۔ چنانچہ طالبِ تفصیل کو مواہب، زرقانی، مسند احمد، ابوداؤد طیالسی، دارمی، دلائل ابونعیم، دلائل بیہقی، ابنِ عساکر، سنن دارمی، مجمع الزوائد، زاد المعاد، فتح الباری، طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام، روض الانف، کنز العمال کی طرف مراجعت کرنی ہوگی۔ اردو خواں حضرات سیرت النبیؐ از سید سلیمان ندوی جلد ۳ کا مطالعہ کریں۔ تاہم قدرے تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ پہلی مرتبہ آپؐ کا شقِ صدر اس وقت ہوا جب آپؐ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی اور آپؐ مائی حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔

۲۔ دوسری بار جب آپؐ کی عمر شریف دس برس کی تھی۔

۳۔ جب آپؐ بیس سال کے تھے۔

۴۔ آغازِ نبوت کے زمانہ میں۔

۵ - جب آپؐ کو معراج کرائی گئی۔

(فتح الباری صفحہ ۲۲۸ باب "کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء" پارہ ۲۵)

دوسری تیسری اور چوتھی دفعہ والی احادیث انتہائی کمزور ہیں اور ارباب جرح و تعدیل نے ان پر نکیر فرمائی ہے۔ بہرحال دس سال میں شق صدر والی روایت یہ ہے :

عن ابی بن کعب ان اباهريرة كان حريصا على ان يسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اشياء لا يسأله عنها غيره فقال يارسول الله ما اول ما رأيت من امر النبوة فاستوى رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا وقال لقد سألت ابا هريرة انى لفى صحراء ابن عشر سنين واشهر واذا بكلام فوق رأسى واذا برجل يقول لرجل اهو هو قال نعم فاستقبلانى بوجوه لم ارها لخلق قط وارواح لم اجدها من خلق قط وثياب لم ارها على احد قط فاقبلا الى يمشيان حتى اخذ كل واحد منهما بعضدى لا اجد لاخذهما مسا فقال احدهما لصاحبه اضجعه فاضجعانى بلا قصر ولا هصر فقال احدهما لصاحبه افلق صدره فهوى احدهما الى صدرى ففلقها فيما ارى بلا دم ولا وجع فقال له اخرج الغل والحسد فاخرج شيئا كهيئة العلقة ثم نبذها فطرحها فقال له ادخل الرحمة والرأفة فاذا مثل الذى اخرج شبه الفضة ثم هز ابهام رجلى اليمنى فقال اغد واسلم فرجعت بها اغدو بها رقة على الصغير ورحمة على الكبير رواه عبد الله ورجاله ثقات وثقهم ابن حبان - مجمع الزوائد ص ۲۲۲، ص ۲۲۳ باب فی اول امره وشرح صدره صلى الله عليه وسلم -

حضرت ابیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ نبوت کے ابتدائی نشان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو ہریرۃؓ کے جواب میں فرمایا تھا کہ میں دس برس اور چند مہینوں کا تھا کہ میدان میں دو فرشتے میرے سر پر آئے۔ ایک کہنے لگا یہی ہمارا مطلوب ہیں ؟ دوسرے نے کہا، ہاں! وہ دونوں بڑے خوش شکل بڑے معطر اور خوش لباس تھے اور پھر انہوں نے اس طرح میرے ہاتھ پکڑے کہ مجھے پتہ بھی نہیں چلا پھر انہوں نے بلا تشدد مجھے زمین پر لٹا دیا اور میرا سینہ چاک کیا کہ نہ خون نکلا اور نہ ہی تکلیف محسوس ہوئی۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ سینہ سے حسد اور کینہ نکال لیجئے تو اس نے خون کا سا لوتھڑا نکال کر پھینک دیا تو دوسرے ساتھی نے کہا کہ حسد اور کینہ کی جگہ آپؐ کے سینہ مبارک میں رحمت اور شفقت رکھ دیجئے۔ چنانچہ اس نے کوئی نقرئی چیز میرے

سینہ پر چھڑک دی۔" اس روایت کی سند کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ سید سلیمان فرماتے ہیں، زوائد مسند احمد، ابن حبان، حاکم، ابن عساکر اور ابو نعیم میں بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن ان کتابوں کی مرکزی سند یہ ہے: معاذ بن محمد بن معاذ بن محمد بن ابی بن کعب عن ابیہ محمد عن جدہٖ معاذ بن محمد عن ابی بن کعب۔ کنز الاعمال صفحہ ۹۶، ج ۶، باب اعلام النبوت ــــــ یہ سند سخت ضعیف اور مجہول راویوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ محدث علی بن مدینی کتاب العلل میں فرماتے ہیں: "حدیث مدنی و اسنادہ مجہول کلہ ولا نعرف معاذا ولا اباہ ولا جدہ۔" (تہذیب التہذیب صفحہ ۱۹۴، ج ۱۰، میزان الاعتدال صفحہ ۱۳۳ ج ۴) کہ "یہ مدنی حدیث ہے اور اس کی پوری حدیث مجہول راویوں پر مشتمل ہے۔ نہ تو ہمیں معاذ کا علم ہے کہ وہ کون ہے، نہ اس کے باپ محمد کو اور نہ اس کے دادے معاذ کو ہم جانتے ہیں۔

اور ابو نعیم نے لکھا ہے: "ھذا الحدیث تفرد بہ معاذ بن محمد وتفرد بذکر السن الذی شق فیہ عن قلبہ" (دلائل النبوۃ صفحہ ۱۷۵) کہ "معاذ بن محمد اس حدیث میں متفرد ہے۔ اس کے سوا دس سال میں شق صدر کو کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور کنز العمال میں بھی اس حدیث کو ضعیف لکھا گیا ہے لہٰذا یہ صحیح ثابت نہ ہو سکا۔

۲۔ بیس سال کی عمر شریف میں شق صدر کا واقعہ جن روایات میں مذکور ہے وہ ضعیف ہیں اور ان کی مرکزی سند بھی معاذ بن محمد بن معاذ ہی ہے جیسے کنز العمال میں یہ سند مذکور ہے۔ اور سید سلیمان فرماتے ہیں کہ بیس برس کی عمر میں شق صدر کی روایت محدثین اور ارباب سیر کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

۳۔ آغازِ وحی کے موقع پر شقِ صدر کی حقیقت:

دلائل ابو نعیم، دلائل بیہقی، مسند حارث اور مسند طیالسی میں کچھ روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں جن میں آغازِ وحی کے موقع پر بھی شقِ صدر کا واقعہ مذکور ہے مگر یہ روایتیں بوجوہ قابلِ قبول نہیں:

ا۔ آغازِ وحی والی حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سب سے زیادہ مفصل، صحیح اور محفوظ بیان ہوئی ہیں۔ مگر ان میں آغازِ وحی اور غارِ حرا میں جبریل امین علیہ السلام کی پہلی آمد پہ شقِ صدر کا کچھ ذکر نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مفصل اور اصح حدیث میں شقِ صدر کا مذکور نہ ہونا اس واقعہ کی بے اعتباری ثابت کرتا ہے۔

ب۔ ان روایات کے عدمِ قبول کی وجہ ثانی یہ ہے کہ ابو داؤد طیالسی، مسند حارث، دلائل نبوت بیہقی، دلائل ابو نعیم کی مرکزی سند ابو عمران الجونی ہے اور وہ سخت ضعیف ہے۔ پوری سند یہ ہے: "ابو داؤد قال حماد بن سلمہ قال اخبرنی ابو عمران الجونی عن رجل عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اعتکف ھو وخدیجۃ شھرا بحراء فوافق شھر رمضان ۔۔۔ فھبط جبریل الی الارض وبقی میکائیل بین السماء والارض قال فاخذنی جبریل فصلقنی علاوۃ القفا شق عن بطنی فاخرج منہ ماشاء اللہ ثم غسلہ فی طست من ذھب ثم کفأنی کما یکفأ الاناء ثم ختم فی ظھری حتی وجدت مس الخاتم ۔" (ابوداؤد طیالسی ص۲۱۵، ط۲۱۶ مرویات عائشۃ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم اور بی بی خدیجہؓ ایک مہینہ غار میں بطور اعتکاف ٹھہرے کہ رمضان آگیا ۔۔۔ حضرت جبریلؑ زمین پر تشریف لائے جبکہ حضرت میکائیل فضا میں رہے ۔ چنانچہ جبریلؑ نے مجھے گردن کے بل لٹایا اور میرا سینہ چاک کیا، کوئی چیز باہر نکالی اور اس کو سونے کی طشتری میں دھویا اور پھر میری پشت پر ختم نبوت کی مہر کندہ کی جسے میں نے محسوس کیا ۔"

آپ نے ملاحظہ فرمایا، اس سند میں ایک راوی ابوعمران الجونی ہے جس کے شیخ کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون ہیں؟ تاہم ابوداؤد طیالسی اور ابونعیم کے مطابق ابوعمران الجونی اور حضرت عائشہؓ کے درمیان والا شخص یزید بن بانیوس ہے ۔ مسند ابوداؤد طیالسی ص۲۱۶ اور دلائل ابونعیم ص۶۹ پر مذکور ہے، اگر یہ راوی یزید بن بانیوس نہیں ہے تو پھر یہ سند منقطع ہے جو قابل حجیت نہیں ہوتی ۔ اور اگر یہ راوی وہی ہے تو سخت شیعہ اور قاتل حضرت علیؓ ہے ۔

میزان الاعتدال میں ہے: "ماحدث عنہ سوی ابی عمران الجونی قال الدولابی ھو من الشیعۃ الذین قاتلوا علیا ونقل ابن القطان ھذا القول عن البخاری فیہ قال ابوداؤد کان شیعیا قال ابن عدی احادیثہ مشاھیر وقال الدارقطنی لاباس بہ ۔" (میزان الاعتدال حافظ محمد بن ابی ذھبی ص۴۲۰ ج۴)

"یعنی یزید بن بانیوس سے روایت کرنے میں ابوعمران الجونی متفرد ہے ۔ علامہ دولابی کہتے ہیں کہ یہ یزید ان شیعوں میں سے ہے جنہوں نے حضرت علیؓ کو قتل کیا تھا ۔ امام یحییٰ بن القطان نے اس کے متعلق یہ قول امام بخاریؒ سے بھی نقل کیا ہے ۔ امام ابوداؤد نے بھی اس کو شیعہ قرار دیا ہے تاہم دارقطنی نے اسکی قدرے توثیق کی ہے مگر تعدیل پر جرح مقدم ہے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ شق صدر کا یہ واقعہ بھی صحیح نہیں ۔

۴ ۔ حضرت حلیمہ کے ہاں عہد طفولیت میں شق صدر :

اب رہ گئیں وہ روایات و احادیث جن میں حلیمہ سعدیہ کے ہاں قیام کے زمانہ میں شق صدر کا ذکر خیر ہے ۔ اس سلسلہ میں آٹھ سندیں مختلف طریقوں سے صحابہ کرام تک جا پہنچتی ہیں ان میں صرف دو سندیں صحیح ہیں اور باقی ضعیف ہیں ۔

الف ۔ پہلی سند اور اس کی حقیقت :

یہ سند اس طرح ہے :" جھم بن ابی جھم عبد اللہ بن جعفر سے اور وہ خود حلیمہ سے راوی ہیں ۔ یہ حدیث

سند ابن اسحاق اور دلائل ابو نعیم میں ہے ۔ جہم بن ابی جہم مجہول ہے اور عبداللہ بن جعفر کی حلیمہ سعدیہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے اور ابن اسحاق جہم بن ابی جہم کا شک ظاہر کرتا ہے ۔ اس نے کہا، عبداللہ بن جعفر نے خود مجھ سے کہا یا ان سے سن کر کسی اور نے مجھ سے کہا ۔ ابو نعیم میں گو یہ شک مذکور نہیں ہے بلکہ وہ تصریحاً عبداللہ بن جعفر کا نام لیتا ہے، مگر اس میں اس کے نیچے کے راوی مجروح ہیں ۔ (سیرت النبی سید سلیمان ندوی ص ۲۳۴ ، ج ۳ ، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۷۳ ، ابن ہشام ج ۱ ص ۱۶۲)

سند یہ ہے: "قال ابن اسحاق حدثنی جهم بن ابی جهم مولی لامرأة بنی تمیم کانت عند الحارث بن حاطب قال حدثنی من سمع عبد اللہ بن جعفر قال حدثت عن حلیمة"

(ب) دوسری سند واقدی کی ہے ۔ ابن سعد نے اس سند کو یوں بیان کیا ہے: "اخبرنا محمد بن عمر عن اصحابہ مکث عندهم سنتین حتی فطم وکانه ابن اربع سنین" (طبقات ابن سعد ص ۷۰ ، ج ۱)

یہ سند بھی ضعیف ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں:

وجہ اول: محمد بن عمر واقدی ضعیف بلکہ بقول بعض کذاب ہے: "قال احمد بن حنبل هو کذاب یقلب الاحادیث قال ابن معین لیس بثقة وقال مرة لا یکتب حدیثه قال البخاری وابوحاتم متروک وقال ابوحاتم ایضاً والنسائی یضع الحدیث" (میزان الاعتدال ج ۳ ، ص ۶۶۳ ، تحفة الاحوذی)

بقول امام احمد واقدی کذاب ہے ، یحیٰی بن معین نے ضعیف کہا ہے ۔ امام بخاری اور ابو حاتم نے اس کو متروک قرار دیا ہے ۔ ابو حاتم اور نسائی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیثیں تیار کیا کرتا تھا ۔ تاہم بعض نے اس کی توثیق بھی کی ہے لیکن جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے ۔ امام احمد، بخاری، ابو حاتم، یحیٰی بن معین اور نسائی ایسے ماہرینِ علمِ حدیث اور کاملینِ فنِ جرح و تعدیل کی یہ جرحیں یوں بے وزن نہیں بنائی جا سکتیں ۔

وجہ دوم: اگر واقدی پر جرح نہ بھی ہوتی تب بھی یہ سند منقطع ہے ۔ مؤرخ واقدی نے "عن اصحابہ" کہہ کر اپنے سے اوپر کی سند کو یوں ہی گول کر دیا ہے ۔

(ج) ابو نعیم نے ایک اور سلسلے سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے ۔ جو یہ ہے عبد الصمد بن محمد السعدی اپنے باپ سے، وہ اپنے باپ سے اور وہ ایک شخص سے جو حضرت حلیمہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا (بیان کرتے ہیں) یعنی یہ تمام سند مجہول ہے (سیرت النبی ص ۲۳۴ ، ج ۳)

(د) ابنِ عساکر اور بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباسؓ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے ۔ مگر اس سند میں محمد بن ذکریا الغلابی جھوٹا اور وضاع راوی ہے ۔ اس کا شمار قصہ گویوں میں ہے ۔ (سیرت النبی ص ۲۳۴ ، ج ۳)

(ہ) ابن عساکر نے شداد بن اوس صحابی کے واسطے سے ایک نہایت طویل داستان بیان کی ہے ۔ (بقیہ برص ۴۶)